کنزالایمان کا مطالعہ
عقائد تنزیہیہ کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خان

پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن اینڈ پروفیشنل ڈیویلپمنٹ سینٹر، ایجوکیشن سٹی ملیر کراچی
جوائنٹ سیکریٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان
واٹس ایپ نمبر 3222413267 92+

کنزالایمان کا مطالعہ عقائد تنزیہیہ کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خان

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں لاشریک ہے بعینہ وہ اپنی صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی صفات بھی مخلوق سے مماثل نہیں۔ بعض اوقات ایک ہی صفت کا اطلاق خالق و مُخلوق پر دکھائی دیتا ہے وہ صرف اور صرف لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی و حقیقی مثلاً، ''علم'' اس صفت میں خالق و مخلوق کی مماثلت محض لفظی ہے یعنی ع ل م۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو اقسام ہیں:

(۱)۔صفات ذاتیہ۔

(۲)۔صفات فعلیہ۔

صفات ذاتیہ کی مزید دو اقسام ہیں:

(ا)صفات ثبوتیہ۔(ب) صفات تنزیہیہ۔

(۱)۔صفات ذاتیہ: وہ صفات جن کی ضد کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف نہیں مثلاً حیات، کلام، سمع، بصیر، ارادہ، علم، اور قدرت وغیرہ کہ ان کی ضد کے ساتھ وہ موصوف نہیں ہو سکتا یعنی معاذ اللہ اس کو مردہ، جاہل، بہرا، اندھا، عاجز، بے کار اور مجبور بھی نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ یہ سب عیوب ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے مبرا، منزہ اور پاک ہے۔

(۲)۔صفات فعلیہ: یہ وہ صفات ہیں جیسے مارنا، زندہ کرنا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا ساری کائنات کی ترتیب فرمانا۔ ہر چیز کو بہ تدریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا اور انہیں ان کے مناسب احوال روزی مہیا کرنا وغیرہ۔

(۳)۔صفات تنزیہیہ: اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کمال سے ازلاً اور ابداً موصوف ہے اس کی ذات وصفات تمام نقائص، کوتاہیوں اور عیب سے پاک و منزہ ہے۔ یعنی دل لگی، ہنسی اور ٹھٹھا کرنا، گھات لگانا، آنا جانا، دغا دینا، فریب دینا، مذاق کرنا، مکر کرنا، صاحب نسیان ہونا، بے علم ہونا، چال چلنا یہ تو انسانی عیوب و نقائص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام نقائص و عیوب سے ازلاً و ابداً مبرہ و منزہ اور پاک ہے۔ ان نقائص کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اور اس کی شانِ قدوسیت و سبوحیت کے سراسر خلاف ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے بڑی تفصیل سے عقیدۂ تنزیہیہ کی وضاحت کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ لکھتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔

(۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو

پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(٦) اُسے مقدار عارض نہیں کہ اِتنا یا اُتنا کہہ سکیں، لمبا چوڑا یا دَلدار یا موٹا یا پتلا یا بہت یا تھوڑا یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزّہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گول یا لمبا، تکونا یا چوکھونٹا، سیدھا یا ترچھا یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لیے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اُوپر بھی ہر گز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جُدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

(۱۴) اُس کے لیے مکان اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم و جسمانیات سے منزّہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تنزیہیہ بے شمار ہیں، یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور انکے سوا ان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولی ہے کہ تمام مطالب تنزیہیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و وافر ہیں۔

(۱)۔وقال تعالیٰ: اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ۔

ترجمہ: بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔

(۲)۔وقال تعالیٰ: فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ: بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

(۳)۔ وقال تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِيُّ الۡحَمِيۡدُ۔

ترجمہ: بے شک اللہ ہی بے پرواہے سب خوبیوں سراہا۔

(۴)۔ وقال تعالیٰ: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔

ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

(۵)۔وقال تعالیٰ: هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔

ترجمہ: کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی۔

(۶)۔وقال تعالیٰ: وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

ترجمہ: اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

ان مطالب کی آیتیں صدہا ہیں، یہ آیاتِ محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں، اصلاً دقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویدا ہے بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریاتِ دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔(۱)

آپ نے عقیدہ تنزیہیہ کا تحفظ نہ صرف فتاویٰ رضویہ میں کیا بلکہ کنزالایمان میں بھی اس عقیدے کی خوب پاسداری فرمائی جس کے چند نظائر ملاحظہ ہوں:

(1)۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ۔(۲)

♦ ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت اپنے والوں کو۔

♦ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانا ہی نہیں جنہوں نے جہاد کیا اور نہ صبر کرنے والوں کو جانا۔

♦ حالاں کہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم نہیں اور یہ بھی مقصود ہے کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرلے۔

(2)۔وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔(۳)

♦ اور اس لیے معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے۔

♦ تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لیویں۔

♦ تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لے۔

(3)۔وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ۔(۴)

♦ البتہ اللہ ایمان والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

♦ البتہ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں۔

یہ تراجم اللہ تعالیٰ کی شانِ تقدیس و تسبیح کے برعکس ہیں یہ محض لغت کے زور پر کئے گئے ہیں عقیدہ تنزیہیہ کے خلاف ہیں یہی نہیں بلکہ درج ذیل آیات سے بھی متصادم ہیں:

○۔اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ۔(۵)

ترجمہ: کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

○۔اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ۔(۶)

ترجمہ: اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے

○۔یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ۔(۷)

ترجمہ: جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔ (کنزالایمان)

○۔وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ۔(۸)

ترجمہ: اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں۔(کنزالایمان)

○۔وَ اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔(۹)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(کنزالایمان)

○۔اَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔(۱۰)

ترجمہ: یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔(کنزالایمان)

○۔وَ اللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔(۱۱)

ترجمہ: اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔(کنزالایمان)

○۔اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔(۱۲)

ترجمہ: بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔(کنزالایمان)

ایسا محسوس ہوتا کہ مترجمین نے عقیدہ تنزیہیہ اور بالا آیات بینات سے صرف نظر کیا جس کی وجہ سے ان تراجم میں عقیدے کے خلاف سقم در آیا۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے ان آیات کا ترجمہ محض لغت کی بنیاد پر ناممکن ہے ان آیات کا صحیح ترجمہ وہی کر سکتا ہے جسے حتی المقدور ان آیات بینات کی معرفت اور عقیدہ تنزیہیہ کا ادراک ہو۔اس پس منظر میں مولانا احمد رضا خاں نے ان تینوں آیات کے تراجم کیے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

☆۔وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ۔(۱۳)

ترجمہ: اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ صبر کرنے والوں کی آزمائش کی۔

☆۔وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔(۱۴)

ترجمہ: اور اس لیے اللہ پہچان کرادے ایمان والوں کی۔

☆۔وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ۔(۱۵)

اور ضرور اللہ ظاہر کردے گا ایمان والوں کو اور ظاہر کردے گا منافقوں کو۔

آپ نے محض ان آیات کا ترجمہ لغت کو مرکز مان کر نہیں بلکہ مذکورہ آیات اور عقیدہ تنزیہیہ کی روشنی میں کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ شانِ الوہیت اور تقدیس کا اظہار ہو رہا ہے جو آیات محکمات کے مطابق ہے۔

(4)۔اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(۱٦)

♦ بے شک تیرا رب لگا ہے گھات میں۔

♦ بے شک تیرا خداوند گھات میں رہتا ہے۔

♦ بے شک تمہارا پروردگار گھات میں ہے۔

♦ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔

صاحبِ تفہیم "گھات" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گھات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی شخص کسی کے انتظار میں اس غرض کے لیے چھپا بیٹھا ہو کہ جب وہ زد پر آئے، اسی وقت اس پر حملہ کردے۔ وہ جس کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی خبر لینے کے لیے کون کہاں چھپا ہوا ہے۔ انجام سے غافل، بے فکری کے ساتھ وہ اس مقام سے گزرتا ہے اور اچانک شکار ہو جاتا ہے۔"

گھات کے اس مفہوم کو سامنے رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کو گھات لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی گزرگاہ میں بیٹھا ہے اللہ اپنے لامتناہی علم سے سرکشوں کی سرکشی کا بھرپور اور ہمہ جہت احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس لیے گھات کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے۔ اس لیے مذکورہ تراجم عقیدہ تنزیہیہ کے خلاف ہی نہیں بلکہ ان آیات محکمات کے بھی خلاف ہیں:

(۱)۔اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔(۱۷)

ترجمہ: بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

(۲)۔اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔(۱۸)

ترجمہ: اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

(۳)۔وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔(۱۹)

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں

(۴)۔بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ۔ (۲۰)

ترجمہ: کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو۔

اس تناظر میں مولانا احمد رضا خاں کے ترجمے کا مطالعہ کرتے ہیں:

''بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں''

یہ ترجمہ عقیدہ تنزیہیہ کے عین مطابق ہے اور آیات محکمات کی بھی عکاسی کر رہا ہے۔

(5)۔وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۔(۲۱)

♦ تیرا پروردگار اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے۔

♦ اور آپ کا پروردگار اور فرشتے آئیں گے۔

♦ اور آئے تیرا رب اور فرشتے قطار در قطار۔

اس آیت میں بہ ظاہر الفاظ رب تعالیٰ کے آنے کا ذکر ہے حقیقت یہ ہے کہ رب آنے جانے سے پاک اور منزہ ہے وہ زمان و مکان سے ماوراء ہے اللہ تعالیٰ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا امر محال ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے آنے کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کیوں کہ لفظ ''جاء'' کے حقیقی معنی کا تقاضا، لازمہ جسم ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور خواص جسم سے پاک و منزہ ہے۔ اس لیے یہ تراجم عقیدہ تنزیہیہ سے انحراف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اس پس منظر میں مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار در قطار'' آپ کے ترجمے کی تائید اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ۔(۲۲)

ترجمہ: کاہے کے انتظار میں ہیں مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے رب کا عذاب آئے۔

آپ کا ترجمہ ایک طرف عقیدہ تنزیہیہ کے مطابق ہے تو دوسری طرف سورہ النحل کی آیت ۳۳ کے عین مطابق بھی ہے:

(6)۔اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ۔(۲۳)

♦ بے شک اس دِن ان کا رب ان سے اچھی طرح باخبر ہو گا۔

♦ یقیناً ان کا رب اس روز ان سے خوب باخبر ہو گا۔

♦ اس روز ان کا پروردگار ان کے حال سے باخبر ہو گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے حالات سے باخبری کے مضمون مذکور ہے مگر ان پہ تراجم زمانہ مستقبل سے متعلق ہیں جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس وقت نعوذ باللہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر و واقف نہیں ہے اسے یہ آگاہی قیامت کے روز حاصل ہو گی۔اللہ تعالیٰ کی واقفیت کے حوالے سے کسی بھی آیت کا ترجمہ زمانہ مستقبل میں کیا جائے تو وہ اس شبہ کا عکاس ہو سکتا ہے کہ نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کو پہلے کسی بات کا علم نہیں ہوتا بلکہ بعد میں ہوتا ہے ایسا خیال عقیدہ تنزیہیہ کے خلاف ہے۔ مزید یہ تراجم قرآنی آیات کے بھی خلاف ہیں۔

(ا)۔يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ۔(۲۴)

ترجمہ: جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے

(۲)۔اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔(۲۵)

ترجمہ: کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اب مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ دیکھتے ہیں: ''بے شک ان کے رب کو اس دن سب خبر ہے'' اس ترجمے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے بندوں کے حالات سے پوری طرح آگاہ اور یقیناً آئندہ بھی رہے۔ کیوں کہ اسلامی عقیدت مطابق اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی ہر بات کی ہر وقت خبر ہے۔ یہ ترجمہ عقیدہ تنزیہیہ کے عین مطابق ہے۔

(7)۔اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔(۲۶)

♦ یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ در حقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا۔

♦ البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔

♦ منافق سمجھتے ہیں کہ (وہ) اللہ کو فریب دیتے ہیں اور (یہ نہیں جانتے) کہ اللہ ان کو فریب دے رہا ہے۔

دغا، فریب اور دھوکہ نقص ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا محال ہے اس کے باوجود مترجمین نے ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔ جو عقیدہ تنزیہیہ کے خلاف ہے۔

اس مرحلے پر مولانا احمد رضا خاں کے ترجمہ کا مطالعہ کرتے ہیں: ''بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا''۔

اس ترجمہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ کو فریب دینے کی خواہش اور گمان باطل ہے اور آپ نے ترجمے میں صفات سلبیہ دھوکہ، دغا، فریب کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے سے مکمل پرہیز کیا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام اقسام کی برائیوں سے پاک و تمام صفات رزیلہ سے مبرا و منزہ ہے۔ اس لیے آپ نے اس آیت کا ترجمہ کرتے وقت عقیدہ تنزیہیہ کی مکمل پاس داری کی جبکہ دیگر مترجمین نے ان تراجم کے ذریعے عقیدہ تنزیہیہ سے انحراف کیا۔

(8)۔فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ۔(۲۷)

♦ سو ان سے تمسخر کرتے ہیں، اللہ ان سے تمسخر کرتا ہے۔

♦ پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے اس سے ٹھٹھا کیا۔

اس آیت میں منافقوں کا ذکر ہے کہ مسلمان اپنی اپنی استطاعت کے مطابق راہ خدا میں اپنا مال نذر کر رہے تھے جن مسلمانوں نے راہ خدا میں دل کھول کر اپنا مال نذر کیا تو ان منافقین نے ان کے ساتھ تمسخر و ٹھٹھا کیا کہ دیکھو یہ ریا کار ہیں اور جن غریب و مسکین مسلمانوں نے اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا مال نذر کیا تو انہوں نے ان غریبوں سے بھی ٹھٹھا و مذاق کیا کہ دیکھو ان لوگوں نے راہ خداہ میں کتنا قلیل مال پیش کیا ہے۔ مجموعی طور پر منافقین نے مسلمانوں کے اس کارِ خیر کا مذاق اڑایا تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے

لیے عذاب الیم کی وعید سنائی کہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کے مذاق اڑانے والوں کو سزا دے گا۔ اللہ تعالٰی کو ٹھٹھا کرنا پسند نہیں جس کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ۔(۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

مذکورہ تراجم اس آیت کے بھی خلاف ہیں جس میں ہنسنے ٹھٹھا کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ اس تناظر میں مذاق، ٹھٹھا اور تمسخر کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف کرنا درست نہیں کیوں کہ اللہ تعالٰی ٹھٹھا کرنے سے پاک ومنزہ ہے اور یہ اس کی شان کے لائق نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اس قسم کے تراجم مسلمانوں کے مسلمہ عقیدہ تنزیہیہ کے خلاف ہی نہیں بلکہ مذکورہ آیت کے بھی خلاف ہیں جس میں اللہ تعالٰی نے تمسخر، ٹھٹھا اور مذاق کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ ان تراجم کی موجودگی میں مسلمانوں کو ایک ایسے معیاری ترجمے کی ضرورت ہے جو عقیدہ تنزیہیہ کا پاسدار ہو۔ اس اعتقادی سقم کو دور کرتے ہوئے مسلمانوں کی رہبری کا فریضہ مولانا احمد رضا خاں یوں سرانجام دیتے دکھائی دیتے ہیں ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''تو ان سے ہنستے ہیں اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا''

آپ نے عقیدہ تنزیہیہ کی روشنی میں ٹھٹھا کرنے کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف کرنے سے مکمل اجتناب برتا کیوں کہ ٹھٹھا کرنا اللہ تعالٰی کی شان کے لائق نہیں ویسے بھی اللہ تعالٰی ٹھٹھا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ٹھٹھا کرنا عیب اور اللہ تعالٰی ہر عیب سے پاک ہے۔ اس مرحلے پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دلائل کا مطالعہ کیا جائے جن کی روشنی میں مولانا احمد رضا خاں نے اپنے ترجمے میں عقیدہ تنزیہیہ کا بھی بھرپور دفاع کیا ہے۔

(۱)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ] جازاهم علی سخریتهم [وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ] (۲۹)

اللہ تعالٰی انہیں ان کے ٹھٹھا کرنے کی سزا دے گا۔ [اور ان کے لیے عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہے]

(۲)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ] ای جازاهم علی مافعلوه من السخریه بالمومنین بمثل ذلك، فسخرالله منهم بان اهانتهم وأ ذلهم وعذابهم۔ (۳۰)

منافقین نے مومنین کے ساتھ ٹھٹھا و مذاق کا فعل سرانجام دیا ہے اللہ تعالٰی انہیں اس کی سزا دے گا اور اس طرح ''فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ'' کہ اللہ تعالٰی ان کی اہانت، تذلیل اور عذاب دے گا۔

(۳)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ] علهم یوم القیامة فی الآخرة یفتح الله لهم باباً الی النار (وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ)

ترجمہ: اللہ تعالٰی قیامت کے دن بہ طور سزا ان منافقین کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دے گا اور (ان کے لیے عذاب الیم ہے)

(۴)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ] جازاهم على السخرية [وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ](۳۱)۔ اللہ تعالیٰ ان منافقین کو ٹھٹھا کرنے کی سزا دے گا۔

(۵)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ] جازاهم على سخريتهم كقوله (الله يستهزئ بهم) (وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ) على كفرهم۔ اللہ تعالیٰ ہنسی مذاق کی سزا دے گا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے (اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے گا) اور کفر کی وجہ سے (ان کے لیے عذاب الیم ہے)

(۶)۔[سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ] جازاهم على سخريتهم۔ (۳۲)

اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ہنسی و مذاق کی سزا دے گا۔

پس معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ شان الوہیت و تقدیس الٰہی کا عکاس ہے آپ نے ایسا ترجمہ کیا جو ایک طرف عقیدہ تنزیہیہ کی غمازی کر رہا ہے تو دوسری طرف آپ نے قاری کو سیکڑوں تفاسیر کے مطالعہ سے مستغنی کر دیا۔

(9)۔ قُلِ اللّٰهُ اَسۡرَعُ مَکۡرًا۔ (۳۳)

♦ کہہ دے اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے۔

♦ تو کہہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ

♦ کہہ دو خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے

♦ اللہ بہت کرنے والا ہے مکر

♦ ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ بہتر ہے

(10)۔ وَ مَکَرُوۡا وَ مَکَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۔ (۳۴)

♦ اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب سے بہتر ہے۔

♦ فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

♦ (یعنی یہود قتلِ عیسیٰ کے بارے میں) ایک چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔

♦ اور مکر کیا انہوں نے یعنی کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے۔

ان آیات میں مکر کا ذکر دو نسبتوں سے آیا ہے ایک یہود کی طرف منسوب ہے دوسری اللہ تعالیٰ کی طرف اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہود نے مکر کیا اور مکر کے جتنے بھی معنی ہو سکتے ہیں جیسے مکر، فریب، داؤ، چال، حیلہ کرنا ان سب کا اطلاق ان پر ہوتا ہے اس لیے مترجمین نے یہود کی نسبت ''مکر'' کے جتنے بھی معنی لیے ہیں وہ اپنے محل کے اعتبار سے بالکل ٹھیک بیٹھتے ہیں کیونکہ آیت کا یہ حصہ ''ومکروا'' محکمات میں سے ہے۔ یہود کی نسبت صریح بے تفسیر و تبدل اور بلا تخصیص و تاویل ہے۔ جبکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو وہ آیت اور اس کا حصہ جو ''ومکر'' پر مشتمل ہے اس کا شمار آیاتِ محکمات میں ہوتا ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا صریح بلا تغیر و تبدیل اور بلا تخصیص و تاویل ترجمہ کرنا اعتقادی گمراہی ہے جب ثابت ہو گیا کہ آیت کا کچھ حصہ محکمات پر اور کچھ حصہ متشابہات پر

مشتمل ہے تو اس کے ایک حصہ کا ترجمہ محکمات اور دوسرے حصہ کا ترجمہ متشابہات کے تحت ہونا چاہیے۔ اگر پوری آیات کا ترجمہ متشابہات کے تحت کیا گیا تب بھی اور پوری آیت کا ترجمہ محکمات کے تحت کیا گیا تب بھی اعتقادی گمراہی میں مبتلا ہونے کے خطرے کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

مذکورہ آیت کے مترجمین اس آیت کی اس حکمت کو سمجھنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں اس لیے انہوں نے پوری آیت کو محکمات کے زمرے میں رکھا اور اسی کے تحت پوری آیت کا متشابہات کا لحاظ کئے بغیر ترجمہ کر گزرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہود کی صفات رزیلہ، مکر، فریب، داؤ، چال اور حیلہ کا اطلاق (معاذ اللہ) بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کر دیا جس نے ایک قاری کو ذہنی اور اعتقادی انتشار سے دوچار کیا کیونکہ یہ صفاتِ سلبیہ ورزیلہ ہیں جن کا شمار عیب میں ہوتا ہے جبکہ عقیدہ تنزیہیہ کی رد سے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی صفاتِ سلبیہ اور عیب سے مطلقاً پاک، مبرہ اور منزہ ہے ''مکر'' کے جتنے معنی ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ ان سب سے پاک ہے اور یہود ان سے متصف ہیں ان اعتقادی بے راہ روی پر مشتمل تراجم کی موجودگی میں ایسے ترجمے کی اشد ضرورت ہے جو قارئین کے اعتقادی اور فکری اضطراب وانتشار کے لیے تریاق ہو۔ ایسا ترجمہ وہی کر سکتا ہے جسے قرآن کی آیاتِ متشابہات و محکمات کا بھرپور علم ہونے کے ساتھ ساتھ اسے مکر کی صنعتِ مشاکلت پر کامل عبور ہو اور عقیدۂ تنزیہیہ کی بھرپور معرفت کا حامل ہو اس پسِ منظر اور ضرورت کے تحت مولانا احمد رضا خاں کے ترجمہ مطالعہ کرتے ہیں:

(۱)۔ ''فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہیں''

(۲)۔ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے۔

اس ترجمہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنے ترجمے میں یہود کی صفت رزیلہ مکر، (دغا، دھوکہ، فریب، چال) کا ذکر کرنے میں کسی تاویل سے کام نہیں لیا بلکہ صنعت مشاکلت کے تحت مکر کا ترجمہ تدبیر بھی کیا ہے اور اس تدبیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی۔

(11)۔نَسُوا اللہَ فَنَسِیَھُمْ۔(۳۵)

♦ یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔

♦ انہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ان کو بھلا دیا۔

♦ بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو خدا۔

یہاں بھول کی نسبت لوگوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ اگر بھول کو لوگوں کی طرف کی جائے تو یہ کوئی اداری فصل نہیں ہے جبکہ اداری فصل نہیں کو اس کی مذمت کا کوئی جواز نہیں بنتا تو دوسری اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت اس لیے بھی درست نہیں کہ بھولنا نقص ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقائص سے مبرہ و منزہ ہے اس لیے یہ ترجمہ اس کی شان کے لائق نہیں۔ ان تراجم سے عقیدہ تنزیہیہ سے تعارض پیدا ہو رہا ہے تو دوسری طرف یہ تراجم اس آیت کے بھی خلاف ہیں ''وما کان ربك

نسیا(۳۶)'' ترجمہ: اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں''جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔اب مولانا احمد رضا خاں کے ترجمے کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں:

''وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا''

آپ نے دیگر مترجمین کی طرح یہ ترجمہ نہیں کیا کہ ''وہ اللہ کو بھول گئے'' یہ بھولنا غیر اداری ہے اور اسلامی شریعت میں غیر اداری نسیان پر مواخذہ نہیں بلکہ آپ یہ ترجمہ کرتے ہیں''وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے'' چھوڑنا ایک شعوری اور ارادی فعل ہے جب انہوں نے شعوری اور ارادی طور پر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا تو ان کا یہ چھوڑنا قابل مواخذہ بھی ہے جو اس آیت کا تقاضا بھی۔تو دوسری طرف آپ نے نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی کیوں کہ نسیان عیب و نقص ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے اور یہی عقیدہ تنزیہیہ کا تقاضا ہے اس تقاضے کے پیشِ نظر آپ یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ''تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا'' آپ کے ترجمہ سے عقیدہ تنزیہیہ کا تقارض رفع ہو گیا اور اس ترجمے نے اس عقیدے کو بھی بے غبار کر دیا اس مرحلے پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ترجمے کی ثقاہت مستند تفاسیر سے معلوم کر لی جائے۔

(۱)۔(فنیسھُم) فترکھم من رحمۃ وفضلہ۔(۳۷)

(۲)۔(فنسیھم) فترکھم من لطفہ وفضلہ۔(۳۸)

(۳)۔(فنسیھم) ترکھم من لطفہ۔(۳۹)

(۴)۔(نسوا اللہ فنیسھم) قال ترکوا اللہ فترکھم من کرامتہ وثوابہ۔(۴۰)

(۵)۔(نسوا اللہ) یقول: ترکوا طاعۃ اللہ۔(۴۱)

(فنیسھم) یعنی ترکھم فی النار

مذکورہ تراجم کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ مترجمین نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دل لگی، ٹھٹھا، ہنسی، مزاق کرنا گھاٹ لگانا، آنا جانا، دغا و فریب دینا، مکر کرنا صاحب نسیان ہونا، بے علم و بے خبر ہونا، چال چلنا، داؤ لگانا جیسے نقائص و عیوب کو منسوب کر کے عقیدہ تنزیہیہ سے انحراف کے مرتکب ہوئے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثل و بے نظیر ہے اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں وہ اپنی تمام صفات کمال سے ہمیشہ ہمیشہ سے موصوف ہے اس کی صفات تمام نقائص و عیوب سے پاک و منزہ ہے اور ان کا اطلاق اللہ کی صفات پر محال ہے۔

مذکورہ تراجم کی موجودگی میں صرف اور صرف کنزالایمان ہی ہے جس نے عقیدہ تنزیہیہ کا بھرپور تحفظ کیا شان تقدیس الٰہی کی پاسداری کی اور ان تراجم کی وجہ سے قرآن و عقیدہ توحید پر اٹھنے والے تمام اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب دے کر امت مسلمہ کی رہبری اور رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ احمد رضا خاں، مولانا، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، صفحہ ۱۲۱۔

۲۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: آیت ۱۴۲۔

۳۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: آیت ۱۴۰۔

۴۔ سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت، آیت ۱۱۔

۵۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۷۷۔

۶۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۲۳۵۔

۷۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۲۵۵۔

۸۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۱۶۷۔

۹۔ سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ، آیت ۹۷۔

۱۰۔ سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ، آیت ۷۸۔

۱۱۔ سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ، آیت ۱۶۔

۱۲۔ سُوْرَۃُ ھُوْد، آیت ۵۔

۱۳۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۱۴۲۔

۱۴۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۱۴۰۔

۱۵۔ العنکبوت: ۱۱۔

۱۶۔ سُوْرَۃُ الْفَجْر: ۱۴۔

۱۷۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۲۰۔

۱۸۔ سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ، آیت ۹۷۔

۱۹۔ سُوْرَۃُ قٓ، آیت ۱۶۔

۲۰۔ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن، آیت ۸۸۔

۲۱۔ سُوْرَۃُ الْفَجْر: ۲۲۔

۲۲۔ سُوْرَۃُ النَّحْل: ۳۳۔

۲۳۔ سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت: ۱۱۔

۲۴۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۲۵۵۔

۲۵۔ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۲۳۱۔

۲۶۔ سُوْرَۃُ النِّسَآء: ۱۴۲۔

۲۷۔ سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ: ۷۹۔

۲۸۔ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰت، آیت ۱۱۔

۲۹۔ تفسیر جلالین۔

۳۰۔ تفسیر فتح القدیر/شوکانی۔

۳۱۔ تفسیر معالم التنزیل/البغوی۔

۳۲۔ تفسیر لباب التاویل الخازن۔

۳۳۔ سُوْرَۃُ یُوْنُس، آیت ۲۱۔

۳۴۔ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۵۴۔

۳۵۔ سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ، آیت ۶۷۔

۳۶۔ سورہ مریم آیت ۶۴۔

۳۷۔ تفسیر الکشاف الزمخشری۔

۳۸۔ تفسیر انوار التنزیل/البیضاوی۔

۳۹۔ تفسیر جلالین/المحلی/السیوطی۔

۴۰۔ تفسیر فتح القدیر الشوکانی۔

۴۱۔ تفسیر بحر العلوم/السمرقندی۔